کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں؟

۱- خوشی کے موقع پر پھولوں کا ہار پہننا؟

۲- تقریب کے موقع پر فوٹو کھینچنے چراغاں کرنے نوٹوں کا ہار ڈالنے اور گانے بجانے کی وجہ سے اس تقریب میں شرکت نہ کرنا؟

۳- مرنے والے کیلئے اعلان کرا کر اجتماعی قرآن خوانی کرنا جیسا کہ آجکل رائج ہے؟

۴- موت کے بعد مرنے والے کے گھر تین دن تک کھانے کا انتظام کرنا؟

۵- موت کے بعد مرنے والے کے گھر تین دن تک کھانا وغیرہ نہ پکانا؟

۶- موت کے بعد مرنے والے کے گھر تین دن تک کھانے کے انتظام کو ضروری سمجھنا

۷- میت کے دفنانے کے بعد دفن میں شریک سب لوگوں کا کھانے کیلئے انتظام کرنا؟

۷/۲۷
۱۷
۹
۱۲/۹
۹۶
۲

۹۰/۲۴۷
نثار احمد

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر نمبر رجسٹر نمبر

۸- موت کے تیسرے دن میں مرنے والے کے گھر میں کھانے کا انتظام کرنا اور لوگوں کو مدعو کرنا؟

۹- میت کے دفنانے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر سورہ بقرہ کا اول و آخر رکوع پڑھنا؟

مندرجہ سوالات کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

بینوا توجروا

العارض بندہ

نثار احمد

جواب ۸، ۹ ملاحظہ ہو

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً۔

۱ —— تقریب کے موقع پر پھولوں کے جو ہار پہنے اور پہنائے جاتے ہیں۔ اگر پھول پہننا اعتدال کے ساتھ ہوں، بے تحاشا اور حد سے زیادہ نہ ہو تو فی نفسہ ایسے ہار پہننے اور پہنانے کی شرعی ممانعت نہیں البتہ سلف سے ثابت بھی نہیں۔

فی معارف السنن: والبدعة ما لم یکن لها اصل فی الکتاب والسنة والاجماع والقیاس، ثم ترتکب علی قصد انها قربة وما لم یقصد بها القربة لا تسمّٰی بدعة، فانها لیست علی قصد القربة، نعم انها امور اذا کان فیها سرف ولغو فتمنع من جهة اخری۔

(معارف السنن ج ۴ ص ۱۶۰)

۲ —— فوٹو کھینچنا، کھنچوانا، گانا بجانا سننا سب گناہ کبیرہ ہیں، ان امور سے بچنا واجب ہے اور تقریب کے موقع پر چراغاں کرنا اور نوٹوں کے ہار پہننا اور پہنانا بھی متعدد مفاسد کی وجہ سے جائز نہیں۔ اور جہانتک تقریبات میں شرکت کے جائز ہونے نہ ہونے کا سوال ہے اسمیں تفصیل ہے اگر شریک ہونے والے کو پہلے سے معلوم ہو کہ اس تقریب میں خلاف شرع امور ہونگے تو ایسی تقریب میں شرکت کرنا کسی کیلئے جائز نہیں اگر پہلے سے کچھ معلوم نہ ہو، جانیکے بعد معلوم ہو تو اس صورت میں دیکھا جائے کہ خلافِ شرع امور کس جگہ ہو رہے ہیں، اگر کھانے کی جگہ ہو رہے ہوں تو بھی ہر شریکِ تقریب کو خواہ عالم ہوں یا غیر عالم اس مجلس سے اٹھ جانا چاہئے، اور اگر خلافِ شرع امور کھانیکی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ ہو رہے ہوں تو جو شخص عالم نہ ہو، عام آدمی ہو اور منع کرنے پر قادر نہ ہو تو صبر کرلے، اور اگر یہ شخص عالم ہو اور منع کرنے پر قادر ہو انہیں منع کرے اور اگر منع کرنے پر قادر نہ ہو تو وہاں سے اٹھکر چلا جائے کھانے میں شریک نہ ہو۔

تقریب کے موقع پر پھولوں کے ہار پہننے اور پہنانے کا حکم

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر

وفی الهندية: من دعي الى وليمة فوجد ثمة لعباً اوغناءً فلا بأس ان يقعد ويأكل فان قدر على المنع منعهم وان لم يقدر يصبر وهذا اذا لم يكن مقتدىً به اما اذا كان ولم يقدر على منعهم فانه يخرج ولا يقعد ولو كان ذلك على المائدة لا ينبغي ان يقعد وان لم يكن مقتدىً به وهذا كله بعد الحضور واما اذا علم قبل الحضور فلا يحضر لانه لا يلزمه حق الدعوة (العالمگیریة ج ۵ ص ۳۴۳)

۳ —— مرنے والے کیلئے باقاعدہ اعلان کرکے اجتماعی طور پر قرآن خوانی کا جو طریقہ مروج ہے وہ متعدد مفاسد کی وجہ سے جائز نہیں۔ اس سے بچنا واجب ہے البتہ انفرادی طور پر قرآن کی تلاوت یا کسی بھی قسم کی نفل نیکی کرکے اسکا ثواب میت کو بخشا جا سکتا ہے۔

ر جاری ہے - - - - - - - - - -

وفی رد المحتار: ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰)

(۴) —— موت کے بعد ایک دن ایک رات تک اہل میت کے گھر کھانا وغیرہ نہ پکانا اس طرح ضروری نہیں کہ جس کے کرنے نہ کرنے پر گناہ مرتب ہوتا ہو۔ البتہ چونکہ اہل میت ان دنوں میں عموماً رنجیدہ اور دفن کے امور میں مصروف ہوتے ہیں اور انکو کھانا تیار کرنے کی طرف توجہ نہیں رہتی، لہٰذا شرعاً مستحب ہے کہ اہل میت کے گھر انکے ہمسایہ کے لوگ اور عزیز و اقارب ایک رات کا کھانا پہنچا دیں تاکہ ان کو سہولت ہو لیکن تین دن کوئی ضروری نہیں۔

وفی الشامیة: قال فی الفتح، ویستحب لجیران اهل المیت والاقرباء الاباعد تهیئة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم، لقوله صلی الله علیه وسلم "اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد جاءهم ما یشغلهم" حسنه الترمذی وصححه الحاکم، ولانه بر ومعروف، ویلح علیهم فی الاکل لان الحزن یمنعهم من ذلك فیضعفون (ج ۲ ص ۲۴۰)

۵، ۶ —— اہل میت کے یہاں ایک دو وقت کا کھانا بھیجنا کافی ہے، تین دن کی قید شرعاً ضروری نہیں ہے، آجکل لوگوں نے تین دن کی قید کو ضروری سمجھ لیا ہے، یہ ضروری سمجھنا غلط ہے۔

وفی النتف فی الفتاوی: ویستحب ان یجعل شیٔ من الطعام لاولیاء المیت ویبعث له الیهم لانهم قد شغلوا عن ذلك (ج ۱ ص ۱۳۱)

اہل میت کے یہاں تین دن تک کھانا بھیجنا ضروری سمجھنا غلط ہے

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

وفی الشامیة: وفی الامداد: وقال کثیر من متاخری ائمتنا یکرہ الاجتماع عند صاحب البیت ویکرہ له الجلوس فی بیته حتی یأتی الیه من یعزی بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلیتفرقوا ویشتغل الناس بأمرهم وصاحب البیت بأمره۔

قلت: وهل تنتفی الکراهة بالجلوس فی المسجد وقراءة القرآن حتی اذا فرغوا قام ولی البیت وعزاه الناس کما یفعل فی زماننا الظاهر لا لکون الجلوس مقصودًا للتعزیة لا للقراءة ولاسیما اذا کان هذا الاجتماع والجلوس فی المقبرة فوق القبور المدثورة، ولا حول ولا قوة الا باللہ (ج ۲ ص ۲۴۱)

7 — میت کو دفنانے کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ جنازہ میں شرکت کرنے والے تجہیز وتدفین سے فارغ ہوکر اپنے اپنے کاموں میں معروف ہوجائیں اور اہل میت بھی اپنے کاموں میں معروف ہوجائیں۔ البتہ کسی اہتمام کے اور بغیر بلائے جلائے اتفاقاً کچھ آدمی اہل میت کی تعزیت اور تسلی وتشفی کیلئے ان کے یہاں چلے جائیں اور کھانے کے وقت اہل میت کی دل جوئی اور دلداری کیلئے ان کے ساتھ کھانا کھالیں تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں لیکن اسکو ضروری سمجھنا اور جو ضروری اہتمام نہ کرے اس پر لعن وطعن کرنا جائز نہیں۔

وفی الابداع فی مضار الابتداع: وکانت سنته صلی اللہ علیه وسلم ان یدفن الرجل من اصحابه وینصرف کل الی مصالحه هذه کانت سنته وهذه طریقته واللہ تعالیٰ اعلم یقول لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر قال الامام الاذرعی [illegible] ان الجلوس للتعزیة علی وجه المتعارف فی زماننا مکروه او حرام. (الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۱۵)

8 — از روئے شرع موت کے بعد مرنے والے کے گھر والوں کا تیسرے دن دعوت کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو مدعو کرنا چند وجوہ سے ناجائز اور بدعت ہے۔

① پہلی بات یہ ہے کہ اسمیں کفار (ہندوؤں) کے ساتھ مشابہت ہے۔

② دوسرے شریعت میں خوشی میں جائز ہے، غمی میں مشروع نہیں۔

③ تیسرے اس دعوت کو لوگ بہت ہی ضروری اور لازمی سمجھا کرتے ہیں، نہ کرنے والوں کو لعن وطعن کیا جاتا ہے۔

④ چوتھے اس دعوت میں جو رقم میت کی جانب سے خرچ ہوتی ہے اسمیں عموماً نابالغ یتیم بچوں کا حصہ بھی ہوتا ہے اور نابالغ کا مال صدقہ خیرات میں خرچ کردینا بھی شرعاً جائز نہیں۔

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب (۸)	تبویب	عنوان

⑤ پانچویں اسلئے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اہل میت کیلئے کھانا بھیجو پھر اسکے خلاف عمل کرنا یعنی خود میت کے گھر کھانا خلاف عقل و نقل ہے اور حدیث کی صریح مخالفت ہے۔

⑥ چھٹی اس دعوت سے ایصال ثواب مقصود نہیں ہوتا بلکہ عموماً نام و نمود اور ریا کے طور پر کیجاتی ہے یا پھر لوگوں کے لعن وطعن سے بچنے کی غرض سے لہٰذا ان مذکورہ وجوہ کی وجہ سے یہ دعوت و ضیافت شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ مذکورہ قیود کے بغیر اگر کوئی رشتہ دار یا عزیز مرحوم کے ورثا کو تسلی وغیرہ دینے گیا اور انکی غم کو ہلکا کرنے کی غرض سے انکی مرضی سے انکے ہمراہ کھانے میں بھی شریک ہو گیا تو اسمیں کچھ حرج نہیں۔

وفی الشامیۃ: ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور، وھی بدعۃ مستقبحۃ" روی الامام احمد و ابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبداللہ قال: کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ (ج ۲ ص ۲۴۰)

۹ —— میت کو دفنانے کے بعد اسکے سرہانے میں سورۂ بقرہ کے اوّل رکوع اور قبر کی پائنتی میں سورۃ بقرہ کی آخری رکوع کا پڑھنا مستحب ہے اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

فقد ثبت "انہ صلی علیہ الصلاۃ والسلام قرأ اوّل سورۃ البقرۃ عند رأس میت وآخرھا عند رجلیہ (الشامیہ ج ۲ ص ۲۳۷) واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد انور حسین کراچوی
دار الافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۰/۷/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفرلہ
۲۱/۷/۱۴۱۲ھ